ایک دلچسپ مکالمہ

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ خلیفہ عبد الملک کے ولیعہد لڑکے ولید نے اور خالد کے چھوٹے بھائی عبد اللہ نے گھوڑے دوڑائے ۔ اتفاق سے عبد اللہ کا گھوڑا آگے نکل گیا ۔ جس پر ولید بہت شرمندہ ہوا اور اپنی خفت مٹانے کے لئے واپسی میں ، بدکانے کے لئے ، عبد اللہ کے گھوڑے کو کچوکے لگائے اور عبد اللہ کی نقلیں اتاریں ۔ عبداللہ کو یہ بے ہودہ حرکتیں بہت ھی ناگوار گذریں ۔ غصے سے لال سرخ گھر پہنچا گھوڑے کو باندھ کر ادھر ادھر کچھ ڈھونڈنے لگا ۔ خالد نے محسوس کیا کہ کوئی خاص بات ہوئی ہے ۔ عبداللہ سے پوچھا ،

خالد ۔ عبداللہ کیا ڈھونڈتے ہو ؟

عبداللہ ۔ آج ولید نے میرے ساتھ گھوڑا دوڑایا ۔ میرا گھوڑا اس کے گھوڑے سے آگے نکل گیا واپسی پر اس نے میرے گھوڑے کو بدکانے کے لئے کچوکے لگائے اور میری نقلیں اتاریں ۔ میں ابھی تلوار سے اس کا کام تمام کرتا ہوں ۔

خالد ۔ عبداللہ ! یہ تو تم نے بہت غلط سوچا ہے ۔ تم جانتے ہو کہ وہ امیر المومنین کا ولی عہد بیٹا ہے ۔

عبداللہ ۔ لیکن اس نے اپنی ناکامی کی خفت مٹانے کے لئے میرے گھوڑے کو کچوکے کیوں لگائے اور میری نقلیں کیوں اتاریں ۔

خالد ۔ تم حوصلہ کرو میں ابھی امیر المومنین سے بات کرتا ہوں ۔

یہ کہہ کر خالد عبد الملک کے پاس گئے اور اس کے پاس اتفاق سے اس وقت ولید بھی موجود تھا ۔ خالد نے عبد الملک کو کہا کہ آج ولید اور عبداللہ نے گھوڑے دوڑائے ۔ عبداللہ کا گھوڑا آگے نکل گیا ۔ اس پر ولید نے اپنی خفت مٹانے کے لئے عبداللہ کی نقلیں اتاریں اور اس کے گھوڑے کو کچوکے لگائے ۔ اس طرح عبداللہ کی تذلیل کی جو عبداللہ نے بہت محسوس کی ہے ۔

عبدالملک ۔ یہ خیال نہ کرتے ہوئے کہ بات کس سے کر رہا ہے شاھی گھمنڈ میں بے پرواھی سے بولا ۔

ان الملوک اذا دخلوا قریة افسدوھا و جعلوا اعزہ اھلھا اذلة و کذالک یفعلون ـ

بادشاہ جس بستی میں داخل ھوتے ھیں اس کو تباہ کرتے ھیں وھاں کے باعزتوں کو ذلیل کرتے ھیں اور ان کا یہی کام ھوتا ہے ـ

خالد ـ و اذا اردنا ان نھلک قریة امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمّرناھا تدمیرا ـ

جب ھم کسی بستی کو ھلاک کرنا چاھتے ھیں تو اس کے امیروں سے برے کام سرزد ھوتے ھیں پھر ان کی تباھی حق ھو جاتی ہے تو ھم اس کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیتے ھیں ـ

عبدالملک ـ کھسیانا ھو کر بات کا پہلو بدلتا ہے ـ عبداللہ بہت اچھا نوجوان ہے اگر اس کے کلام میں لحن نہ ھوتا ـ (بات کرنے میں زیر زبر غلط کرنے کو لحن کہتے ھیں) ـ

خالد ـ لیکن آپ کے بیٹے ولید کے کلام میں تو عبداللہ سے بھی بہت زیادہ لحن ہے ـ

عبدالملک ـ ھاں گو ولید کے کلام میں لحن ہے لیکن اس کے بھائی سلیمان کے کلام میں تو لحن بالکل نہیں ـ

خالد ـ ھاں اگر عبداللہ کے کلام میں لحن ہے تو اس کے بھائی خالد (یعنی خود وہ) کے کلام میں بھی لحن بالکل نہیں ـ

عبدالملک ـ لیکن خالد ! یہ تو تم نے اپنے منہ آپ اپنی تعریف کی ہے جو مناسب نہیں ـ

خالد ـ لیکن امیر المومنین ! آپ نے بھی تو اپنی تعریف اپنے منہ کی تھی ـ

عبدالملک ـ وہ کب !! وہ کب !!

خالد ـ جب آپ نے عمرو بن سعید (بن عاص بن امیہ متوفی ٦٩ ھ) کو قتل کیا تھا اور خود اپنے منہ سے کہا تھا کہ جو عمرو بن سعید کو قتل کرے اس کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے اس کارنامے پر

فخر کرے ۔

عبدالملک ۔ ادھر سے ناکام ہو کر دوسری دفعہ بات بدلتے ہوئے ۔ ہمارے والد
مروان بہت باھمت انسان تھے ۔

خالد ۔ وہ تو اب اس دنیا میں نہیں لیکن اگر میں ان کے متعلق بھی کہنا
چاہوں تو بہت کچھ کہہ سکتا ہوں ۔

عبدالملک ۔ اب بالکل ھی لاجواب ہو کر خاموش ہو جاتا ہے اور پھر کہتا ہے۔
خالد بس بھی کرو ۔ تم تو بہت جری ہوتے جا رہے ہو ۔

خالد ۔ نہیں امیر المومنین ! بات تو اس شاعر کی ہے جس نے کہا تھا کہ
یہ ہاتھ کے ہتھیاروں کی نوکوں سے زبان کے ہتھیاروں کی نوکیں
بہت زیادہ چبھتی ہیں ۔

اب عبدالملک تو بالکل ھی ہتھیار ڈال بیٹھا لیکن آداب مجلس کا
خیال نہ کرتے ہوئے ولید بولا ۔

ولید ۔ خالد چپ رہو تم تو کسی شمار قطار میں ھی نہیں ہو (نہ عیر میں
ہو نہ نفیر میں)

"عیر" تجارتی قافلے کو کہتے ہیں اور "نفیر" جنگی لشکر کو ۔ خالد کو
بڑوں کی بات میں چھوٹے (ولید) کا دخل دینا ناگوار گذرا اور عبد
الملک کی طرف متوجہ ہو کر بولا ۔

خالد ۔ امیر المومنین آپ سن رہے ہیں کہ آپ کا لڑکا کیا گل افشانی
کررھا ہے ۔ پھر ولید کی طرف متوجہ ہو کر "تم جانتے ہو کہ
عیر کس کا ہے اور نفیر کس کا ہے ؟ سنو ! میرا پردادا ابو سفیان
تجارتی قافلے (عیر) کا سربراہ تھا اور میرا پرنانا عتبہ بن ربیعہ
جنگ بدر میں قریش کے جنگی لشکر کا سردار تھا ۔ البتہ اگر
تم یوں کہتے کہ "بھیڑیں" اور "انگوروں کے جھنڈ" اور
طائف" اور "اللہ حضرت عثمانؓ پر رحم فرمائے" تو ہم تمہاری
تصدیق کرتے ۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عبدالملک

کے دادا حضرت حکم کی جائداد طائف میں تھی وہاں انہوں نے بھیڑوں کے ریوڑ پال رکھے تھے دن کو ان کو چراتے دوپہر کو انگوروں کے کسی سایہ دار جھنڈ کے نیچے آرام کرتے ۔ حضرت عثمان نے ان کو اپنے دور خلافت میں مدینہ بلا لیا تھا ۔ حکم حضرت عثمان کے چچا تھے(۱۱) ۔

خوش مزاجی

خالد بن یزید بے حد سلیم الفطرت اور خوش مزاج تھے ۔ بعض دفعہ ان کے ,,مطائبات،، سے عبدالملک سٹ پٹا کر رہ جاتا ۔ عبدالملک کا ایک چھوٹا بھائی تھا معاویہ بن مروان ۔ اس کی عقل خاصی کمزور تھی اور ابو مغیرہ کنیت تھی ۔ ایک دن وہ خالد کو مل گیا تو خالد نے ابو مغیرہ سے کہا کہ ابو مغیرہ! یہ کیا بات ہے کہ تمہارا بھائی تم کو بالکل ہی بے حیثیت سمجھتا ہے کہ تم کو کسی صوبے کا گورنر نہیں بناتا ۔

ابو مغیرہ ۔ نہیں یہ بات تو نہیں اگر میں چاہوں تو وہ مجھے ضرور بنا دے ۔

خالد ۔ اچھا تو پھر تم اس کو کہو کہ وہ تم کو صوبہ بیت اللھب (آگ کا گھر ۔ مراد دوزخ) کا گورنر بنا دے ۔

ابو مغیرہ نے کہا کہ بہت اچھا ۔ چنانچہ صبح کے وقت امیر المومنین عبدالملک کے پاس گیا اور اس سے یوں مخاطب ہوا ۔

ابو مغیرہ ۔ کیوں امیر المومنین میں آپ کا بھائی نہیں ہوں ؟

عبدالملک ۔ بے شک ! تم میرے بہت اچھے بھائی ہو ۔

ابو مغیرہ ۔ اچھا اگر یہ بات ہے تو آپ مجھے صوبہ بیت اللھب کا گورنر بنا دیں ۔

عبدالملک نے اندازہ کر لیا کہ یہ کارستانی خالد کی ہی ہوگی چنانچہ ابو مغیرہ سے پوچھا ۔

عبدالملک ۔ تم کو خالد کب ملے تھے ۔

ابو مغیرہ ۔ کل شام کو ملے تھے ۔

عبدالملک ۔ اچھا تو آئندہ اس سے بالکل نہ بولنا ۔

اتنے میں خالد دربار میں داخل ہوئے ابو مغیرہ کو دیکھا تو پوچھا کہو ابو مغیرہ ! کیسے ہو ؟

ابو مغیرہ ۔ عبدالملک کی طرف اشارہ کرکے ،، اس نے مجھے آپ کے ساتھ بولنے سے بالکل ھی منع کر دیا ہے ،، ۔

یہ بات ابو مغیرہ نے اس بھولے پن سے کہی کہ پوری مجلس کشت زعفران بن گئی عبدالملک بے ساختہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گیا ۔ مجلس برخواست ہو گئی ۔(۱۲) ۔

خالد اور حجاج بن یوسف

خالد با اصول منصف مزاج انسان تھے ۔ اور حجاج بن یوسف گورنروں کی تاریخ میں ایک سخت گیر گورنر ہو گذرا ہے ۔ یہ محمد بن قاسم فاتح سندھ کا چچا تھا ۔ اور اس کی پالیسی اپنے آقاؤں کی رضامندی تھی اور یہ روش خالد کو ناپسند تھی ۔ ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد خالد حج کو گئے اور وہاں حضرت عبداللہ بن زبیر کی ہمشیرہ سیدہ رملۃ بنت زبیر کو نکاح کا پیغام دیا ۔ اس کی بھنک کسی طرح حجاج کو مل گئی ۔ حجاج چونکہ ہر بات کو اپنے آقاؤں کی رضامندی کے تابع ، خواہی نخواہی ، رکھنا چاھتا تھا اور چونکہ خلیفہ عبدالملک وغیرہ کی حضرت عبداللہ بن زبیر کے ساتھ عداوت چلی آ رھی تھی ، زبیری خاندان امویوں کا مخالف تھا، اس لئے حجاج کا خیال تھا کہ رشتہ شاید امویوں کی سیاست کے ساتھ متصادم ہو ؟ حجاج نے اپنے پرائیویٹ سکریٹری عبید اللہ بن موہب کو حضرت خالد کے پاس بھیجا ۔ اور اس کے ذریعے خالد کو کہلوایا کہ میرے مشورے کے بغیر آپ نے یہ رشتہ کرنے کی کیوں کوشش کی ۔ یہ خاندان تو وہ ہے جس نے آپ کے اب وجد کی طرف ہر بری بات منسوب کی اور ان کو گمراہ تک کہا ہے ۔ اور پھر آپ ان کے ہم کفو بھی نہیں ھیں ۔ یہ بات سن کر خالد غصے سے لال بھبوکا ہو گئے ۔ پہلے تو کافی دیر تک عبیداللہ کو غصے سے دیکھتے رھے پھر کہنے لگے کہ تم قاصد ہو ، اور افسوس کہ قاصد کو کچھ نہیں کہا جا سکتا ورنہ

میں تمہارے ٹکڑے کرکے تمہارے آقا (حجاج) کے دروازے پر پھنکوا دیتا ۔ جاؤ اس کو کہہ دو کہ تمہاری یہ حیثیت کب سے ہو گئی ہے کہ میں اپنے گھریلو رشتوں میں بھی تم سے مشورے لیتا پھروں۔ اور یہ جو تم نے کہا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے تھے تو وہ آپس میں برابر کے قریش تھے ۔ پھر جب اسلام آیا اور اس نے حق کو واضح کر دیا تو پھر ان کے باھمی معاملات محبت و مخالفت ان کی ذاتی صلاحیتوں کے مطابق تھے ۔ اور جو تم نے یہ کہا ہے کہ وہ همارے هم کفو بھی نہیں هیں تو اے حجاج خدا تم کو سمجھے ۔ تم انساب قریش سے کتنے بے خبر ہو ۔ کیا عوام بن خویلد عبدالمطلب کے کفو نہ تھے جو عبدالمطلب نے اپنی لڑکی صفیہ ان کو بیاہ دی اور رسول اللہ نے تو خویلد کی لڑکی خدیجہ سے نکاح کیا تھا ۔ اور تم اسی خویلد کی اولاد کو آل ابو سفیان کا کفو نہیں سمجھتے ۔

جب حجاج کے پرائیویٹ سکریٹری نے خالد کے جوابات سنائے تو حجاج سے کوئی جواب نہ بن پڑا(۱۳)۔

اسی سفر کی بات ہے کہ جناب خالد مسجد نبوی میں بیٹھے تھے سامنے سے حجاج بن یوسف گذرا ۔ ھاتھ میں جڑاؤ تلوار تھی ۔ جھومتا ہوا چل رہا تھا۔ کسی نے خالد سے پوچھا کہ یہ ,,جھومتا خان،، کون ہے۔ خالد نے بطور مزاح حجاج کو سنا کر کہا چپ چپ یہ تو عمرو بن عاص هیں ۔

حجاج یہ جملہ سنتے هی وهیں کھڑا ہو گیا اور یوں گویا ہوا ۔

,,تم کہتے ہو یہ عمرو بن عاص ہے مجھے نہ عمرو بن عاص بننے کا شوق اور نہ هی اس کا بیٹا بننے کا شوق ہے۔ میں تو شیوخ ثقیف کا وہ چشم و چراغ ہوں جس نے اپنی تلوار کے گھاٹ تمہارے ایک لاکھ مخالفین کو خون میں نہلایا ہے۔ جو تمہارے باپ دادا پر ہر برے سے برا الزام لگاتے تھے ۔ پھر تم مزاح کرتے ہوئے کہتے ہو یہ عمرو بن عاص ہے۔،،

پھر حجاج روانہ ہو گیا لیکن غصے سے اس کی زبان پر تھا عمرو بن عاص عمرو بن عاص (۱۴)۔